ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

شازیہ گل

اسکالر پی ایچ ڈی اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام اباد

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام اباد

اقبال کی اُردو نثر کے متنوع علمی موضوعات اور اسلوب کی انفرادیت

Shazia Gull
Scholar Ph.D (Iqbal Studies), AIOU, Islamabad
Professor Dr. Shahid Iqbal Kamran
Department of Iqbal Studies, AIOU, Islamabad.

The Uniqueness of Iqbal's Diverse Scholarly Themes and Style of Urdu Prose

The Urdu text of Iqbal is serious and diverse. Iqbal's style of Urdu writing is impressive and varied. Iqbal's Urdu text is also notable in term of eloquence and colorful language. Since the subject of Iqbal's Urdu writing are different so are the form of his, But there is also a look at the typical language and color full statement. Since the subjects of Iqbal's Urdu writing are different, so are his writing styles. Iqbal chooses his style according to his subject. He writes his essays in a lively and interesting way. Demonstrating a deep awareness of sociology in Quami- Zindagi. In his last article Iqbal expresses his views in religious, political and social way. Iqbal also writes prose in his letters according to his mind, knowledge and status of his addresses. Iqbal imagination gives life to lifeless words. This article discusses these diverse features of Iqbal's Urdu prose.

Keywords: *Scholarly prose, writing style, romantic prose, fiction, plaintiff writing.*

نثر میں اقبال کی تحریر کا ایک خاص انداز ہے جو اپنی بے ساختگی کے باوجود متین سنجیدہ اور متنوع ہے بلکہ کہیں کہیں ان کی تحریریں ، شوخی بیان اور رنگینی زبان کے اعتبار سے بڑی دلچسپ اور جاذب توجہ ہیں۔ اقبال کے طالب علمی کے زمانے میں جدید تعلیم کے حصول اور مغربی علوم کے مطالعے کا سلسلہ تیزی سے ملک میں پھیل رہا تھا۔ اس زمانے کے اہل قلم اُردو زبان کے بنیادی ماخذ (عربی، فارسی، سنسکرت یا ہندی وغیرہ) سے واقف تھے۔ اقبال

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کے دور کی نئی نسل جدید علوم اور مغربی زبانوں کے علاوہ مشرقی زبانوں، اور ان کے علوم سے بھی مانوس تھی۔ اس لیے قدرتی طور پر ان کے افکار اور اسلوب میں ایک نیا رنگ ظاہر ہوا۔ جسے رومانی نثر کا آغاز کہا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں:

> "اقبال نے مشن سکول و کالج سیالکوٹ اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی اور بی۔اے تک، عربی زبان و ادب میں خاص ادراک حاصل کر لیا۔ ان کی فارسی زبان کی بنیاد بھی خاصی مضبوط تھی جو فارسی شاعری کے گہرے اور وسیع مطالعے میں معاون ثابت ہوئی۔ لہٰذا علمی مطالب ادا کرنے اور موزوں پیرایہ بیان کے لیے مناسب سانچے ڈھالنے میں ان کو بڑی سہولت رہی۔" (۱)

تعلیم مکمل کرنے کے بعد اقبال اورنیٹنل کالج میں میکلوڈ عربک ریڈر کی حیثیت سے تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ معلمی کے دروان اقبال نے تین کتابوں کا ترجمہ و تلخیص کیا۔ جس میں Stubh کی تصنیف Early plantagenents اور Walker کی تصنیف Economy Blitical تھی تلخیص ترجمہ کیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اقبال نے اپنی ایک کتاب بھی مرتبہ کی جس کا نام "علم الاقتصاد" تھا۔ معلمی کے ابتدائی دور میں انہوں نے بحیثیت استاد، مدعا نگاری اور وضاحت مطالب کی مشق بہم پہنچائی۔ اقبال نے اپنی اس تصنیف میں مدعا نگاری کو اس لیے اپنایا کہ جس عہد میں اقبال سانس لے رہے تھے۔ وہ عہد سر سیّد، حالی اور آزاد کی قائم کردہ علمی و ادبی روایت کار فرما تھی۔ افتخار احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں

> " اس دور میں مدعا نگاری اور ہر ادب کی بے ساختگی وصفائی پر خاصا زور دیا گیا۔ اور معاشرتی، تہذیبی اور تعلیمی مسائل کو عقلی انداز میں پیش کرتے ہوئے جذبہ و تخیل کی کار فرمائی سے حتی الوسع گریز کیا گیا۔" (۲)

سر سیّد کی تحریروں میں عقلی گرفت تھی۔ مگر ان کی نثری تحریریں ادبی محاسن سے عاری تھیں۔ نذیر احمد نے محاوروں کے ذریعے مزاح و ظرافت کو ادب کا حصہ بنایا۔ شبلی نے علمی مطالب کو حسن بیان سے خوشگوار بنایا۔ آزاد کی نثر رنگین تھی۔ اس دور میں جو سب سے زیادہ مقبول ہوئی وہ شبلی کی تھی اور اگلے دور کے نثر نگار شبلی کی نثر سے بہت زیادہ مستفید ہوئے۔ اقبال بھی انہی میں سے تھے۔ "علم الاقتصاد کا مسودہ اقبال نے شبلی کی خدمت میں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اصلاح کے لیے بھیجا تھا۔ علامہ شبلی نعمانی کا اس کتاب کے سلسلے میں اقبال کو مشورے دینا بلاوجہ نہ تھا۔ اقبال نے جس موضوع پر شاعری کا آغاز کیا تھا یہ کتاب اس موضوع سے بالکل مختلف تھی۔

اسلوب نگارش کے ضمن مین ایک اہم مسئلہ موضوع کا بھی ہوتا ہے۔ جذبہ احساس، فکر یہ سب امور اور شعور و لاشعور کی کیفیتیں اپنی اپنی جگہ، اسلوب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ لیکن موضوع کی نوعیت بھی لب و لہجہ کو متعین کرنے میں بڑا حصہ لیتی ہے اگر موضوع خالص جذباتی اور تاثراتی ہو گا تو اس اعتبار سے لاشعور کی قوتیں بیدار اور اسلوب پر تخیل کی گرفت مضبوط ہو گی اور اگر موضوع عقلی ہو گا تو اس میں شعور و ادراک کا غلبہ ہو گا۔ تخیل کی آمیزش کم ہو گی جیسے شبلی کا انداز کلام اور 'علم الکلام' میں اور نوعیت کا ہے۔ وہ عقلی پہلوؤں کے ذریعے قاری پر علمی نکات کی گرہیں کھولتے چلے جاتے ہیں۔ مگر شعر العجم ار موازنہ انیس و دبیر میں جوش جذبات کے عالم میں استعاروں اور مبالغوں کا بے محابا استعمال کرتے ہیں "سیرۃ النبی" میں جذبہ کی کارفرمائی ہے۔ یعنی موضوع کا تعلق اسلوب کے ساتھ ہے۔ موضوع ہی اسلوب کا رُخ متعین کرتے ہیں۔

موضوع کی مناسبت سے بیانیہ، استدلالی، تشریحی توضیحی صورتیں اسلوب میں پید ہوتی ہیں چونکہ اقبال کی اُردو نثر کے موضوعات مختلف ہیں اس لیے اسلوب کی بھی متنوع صورتیں ہیں جن کے تنوع میں وہ عناصر شامل ہوں گے جو ان کے مزاج کا حصّہ ہیں۔ علم الاقتصاد کے بعد اقبال نے مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ مخزن میں لکھے جانے والے مضامین رومانی انداز لیے ہوئے تھے۔ یہ مضامین موضوع کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ پہلا مضمون جو 'مخزن' کی زینت بنا وہ "بچوں کی تعلیم و تربیت" تھا اقبال نے اس مضمون میں بچوں کی نگہداشت کے سنہری اصول بتائے ہیں۔ ساتھ ساتھ معلم کو تدریس کے بہترین طریقے بتائے ہیں۔ بچوں کی عادات و اطوار' ان کی ذہنی حالت، پختگی غرض بچوں کی نگہداشت کے متعلق اقبال نے غائرانہ نظر ڈالی ہے۔ اقبال کی تربیت جس طرح ہوئی اسی طرح اقبال نے اس مضمون میں دوسرے بچوں کی تربیت کے طریقے گنوائے ہیں۔ اقبال نے اس مضمون میں تشریحی طریقہ اختیار کرتے ہوئے نہایت ہی وضاحت طلب اسلوب اختیار کیا ہے۔ الفاظ آسان سے مشکل کی طرف سفر کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔ سادہ اور مدلل اسلوب نثر ہے۔ دوسرا مضمون جو مخزن کی زینت بنا وہ "اُردو زبان ہے جب کہ تیسرا مضمون "اُردو زبان پنجاب میں" تھا۔ یہ تنقید ہمدرد کے لیے جوابی کاروائی پر مشتمل مضمون تھا جس میں اقبال نے تنقید ہمدرد کے سوالات کا جواب دیا ہے۔ تیسرا مضمون "قومی زندگی" ہے جس میں اقبال نے قوموں کی ترقی و تنزلی کے اصول دیئے ہیں۔ یہ تمام مضامین علمی تھے اور اقبال کا اسلوب نثر اس میں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

دھیما اور بے ساختہ ہے۔ اقبال نے سمجھانے کے انداز میں بیانیہ طریقہ اختیار کیا ہے اگر دیکھا جائے تو ہر مضمون موضوع کے اعتبار سے دوسرے سے مختلف ہے۔ یورپ سے واپسی پر اقبال کے موضوعات اس سے بھی مختلف ہوتے گئے۔ "مقالات اقبال میں اقبال کے ان مضامین کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ تصوف پر اقبال کے قلم سے بے شمار مضامین نکلے جن میں اقبال نے تصوف کے رموز و اوقاف بیان کیے تصوف کا اصل مفہوم اور مقصد سمجھایا ہے یہ مضامین اقبال کی اُردو نثر اور اسلوب اقبال کو سمجھنے کا ایک بہترین وسیلہ ہیں۔ اقبال نے جو بات شاعری کے ذریعے سمجھائی ہے اس کی اپنی نثر کے ذریعے تشریح کر دی۔ نثر کو سمجھے بغیر شاعری کے مدعا کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ اقبال نے حافظ کے نظریہ تصوف سے انحراف کن کن نکات سے کیا وہ سب ان مضامین کو پڑھ کر سمجھ آجاتا ہے۔ اقبال نے ان مضامین میں تصوف کی تاریخ کے مختلف فرقوں اور علاقوں میں رسم تصوف کا اتار چڑھاؤ یہ سب ان مضامین میں مختلف صوفیاء کے حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اسی طرح پیام مشرق کا دیباچہ اقبال نے اُردو میں لکھا ہے جب کہ یہ کتاب خود فارسی زبان میں ہے۔ اقبال نے اس کتاب کا پس منظر اس دیباچے میں بیان کر دیا ہے۔ مشرقی تحریک اور مغربی تحریک کا موازنہ کیا ہے۔ گوئٹے کن کن مشرقی اقدار سے متاثر تھا بتایا ہے۔ الغرض موضوع اب اقتصادیات، تدریس، تنقید، قومی زندگی کے اصولوں سے ہوتا ہوا۔ تصوف کے مضمر اثرات تک جا پہنچا تھا۔ اب اقبال کی فکر پختہ تر ہو چکی تھی اور اقبال اب ان مسائل پر قلم آزما رہے تھے۔ جو مسلمانوں کو قومی سطح پر درپیش تھے۔ اسرار خودی کا دیباچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اقبال نے اس دیباچے میں خودی کا تصور اور تصوف کے اصل معنی بتانے کی کوشش کی۔ خواجہ حافظ کے نظریہ تصوف اور حالت سکر کے مضمر اثرات پر اُردو زبان میں روشنی ڈالی۔ مگر یہ ایک معرکہ تھا جس کو سر کرنا آسان نہ تھا۔ اس دیباچے کے بعد اقبال کے خلاف ایک محاذ کھل گیا تھا۔ لوگوں نے اقبال کی اصل فکر اور مقصد کو سمجھے بغیر اقبال کے خلاف ایک مخالف محاذ کھول دیا تھا۔ اس بحث کو ہم اگلے باب میں تفصیل سے بیان کریں گے۔ غرض وقت کے ساتھ ساتھ اقبال کے موضوعات بھی تبدیل ہوتے چلے گئے۔ اقبال نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز چھوٹے چھوٹے مضامین سے کیا تھا۔ مگر اب یہ مضامین ایک فلسفی کے ذہن سے نکل رہے تھے۔ وہ فلسفی جو پہلے ایک معلم تھا پھر محقق بنا۔ جہاں موضوعات میں تنوع تھا وہاں اسلوب نثر بھی پختہ تر ہوتا چلا گیا۔ علم الاقتصاد لکھتے وقت اقبال نے کچھ اصطلاحات خود وضع کی اور کچھ مصر کے عربی اخباروں سے لیں۔ مگر اب اقبال کی تمام تر اصطلاحات اپنی تھیں۔ بلکہ وہ اُردو کی ترویج و ترقی کے ایک جاندار رکن بن چکے تھے۔ اقبال کا آخری اُردو مضمون "جغرافیائی حدود اور مسلمان" تھا۔ جس میں اقبال نے ملت، قومیت، وطنیت کے نظریات کو کھول کھول کر

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بیان کیا۔ مضامین تو اُردو نثر کا سرمایہ ہے ہی اقبال کے اُردو خطوط اقبال کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے آئینے کی طرح ہیں یہاں اقبال کے اسلوب کا لب و لہجہ مکتوب الیہ اور مکتوب نگار کے درمیان تعلقات کی نوعیت کے علاوہ ان مطالب و موضوعات سے بھی متعین ہو گا جو خط کی تحریر کا باعث ہوئے۔ اقبال کے مکتوب الیہم کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں کئی طرح کے لوگ شامل ہیں۔ اس لیے اسلوب کا مسئلہ بیان اور بھی نازک ہو جاتا ہے۔ اگر یہ امر بھی پیش نظر رکھا جائے کہ اقبال خطوط اکثر قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ اور ان کی تحریریں کہ مختلف تقاضوں سے علمی سے لے کر معاشرتی اور کاروباری ہوتی تھی۔ اس لیے ضروری نہیں کہ یہ تحریریں کسی اطمینان و فراغت کے لمحے ہی میں لکھی گئی ہوں خطوط کی صورت میں یہ تحریریں زیادہ تر نجی ہوتی ہیں۔ عام قارئین کا ان میں کوئی تصور بھی نہیں ہوتا۔ اقبال کے خطوط کے مجموعے ان کی وفات کے بعد چھپنے شروع ہوئے۔ اس لیے اقبال کے تمام تر خطوط چاہے وہ نجی تھے یا کاروباری سب کو ڈھونڈ کر چھپوا دیا گیا۔ اقبال نے بہت سے خطوط چھپوانے کی غرض سے دوستوں کو نہیں لکھے تھے۔ اس لیے ان کے مخالفین ان خطوط میں اسلوب کی خامیاں تلاش کرتے پھرتے ہیں جب کہ اقبال کے خطوط اقبال کی شخصیت اقبال کے نظریات کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہیں شاعری کے رموز واو قاف کو اقبال نے ان خطوط کے آئینے میں سمجھا دیا ہے۔ اقبال کے کم از کم تین خطوط ایسے ہیں جس میں انہوں نے اسفار انگلستان کے تاثرات قلم بند کیے ہیں چونکہ یہ خطوط اشاعت کے لیے لکھے گئے تھے اس لیے ان کو مضامین یا انشائیے کہنا مناسب ہو گا۔ یہ مضامین ایک لحاظ سے "سفر نامہ" بھی ہیں اور رپور تاژ" بھی۔ سفر نامے میں نئے مقامات کی ذرا مفصل روداد ہوتی ہے اقبال کے ان مضامین میں یہ تفصیل نہیں ہے صرف اثنائے سفر کے کچھ مشاہدات ہیں۔ کچھ واقعات ہیں جو جذبات و احساسات کے ساتھ مل کر ایک دلچسپ روداد بن گئے ہیں۔ اس لیے ان کو رپور تاژ کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ اقبال نے ۱۹۳۱ء والے خط میں تشبیہ اور تمثیل کی ندرت بہت مہارت سے استعمال کیں ہیں۔ ضرب کلیمی اور گرم مزاجی کی تلمیحات نے اس مختصر بیان میں فکر انگیز وسعت پیدا کر دی ہے۔

"طوفان کا نام ونشاں تک نہیں ہے موسم بھی نہایت خوشگوار ہے۔ البتہ بحر احمر میں گرمی تھی۔ یہ سمندر عصائے کلیم کا ضرب خوردہ تھا۔" (۳)

۱۹۰۵ء کے سفر میں اقبال نے جس کیف و مستی کا ذکر کیا ہے۔ وہ کیف و مستی کی کیفیت اقبال کی مشہور نظم "ذوق و شوق" میں بھی ہے۔ اس خط میں حقیقت اور تخیل کے ملاپ نے تمثیل کا انداز پیدا کیا ہے۔ اقبال اس

مقام پر نثر نگار میں شاعری کرتے نظر آرہے ہیں۔ اقبال کے ہاں رومانی نثر یا ادب لطیف کے نمونے عموماً کم ہیں۔ لیکن یہ خط اسی اسلوب نگارش کا حاصل دکھائی دیتا ہے۔ غزل کی پوری روایت کا رس نثر کے اس خط میں سمٹ آیا ہے۔

"کاش میرے بدکردار جسم کی خاک تیرے ریت کے ذروں میں مل کر تیرے بیابانوں میں اڑتی پھرے اور یہی آوارگی میری زندگی کے تاریک دنوں کا کفارہ ہو۔ کاش میں تیرے صحراؤں میں لٹ جاؤں اور دنیا کے تمام سامان سے آزاد ہو کر تیری تیز دھوپ میں جلتا ہوا اور پاؤں کے آبلوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا اس پاک سرزمین میں جا پہنچوں جہاں کی گلیوں میں بلال کی عاشقانہ آواز گونجتی تھی۔" (۴)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ عاشق محبوب کے کوچے کے پاس گیا اور اس کی حالت متغیر ہوگئی۔ کچھ ایسی ہی کیفیت دوسرے خط میں ہے جہاں تاثر کا اظہار اقبال نے لفظوں میں پیش کیا بلکہ آنسوؤں کے نام کیا ہے۔ یہ آنسو سر علی امام کے نام ہیں۔ اقبال کی شخصیت کے جتنے پہلو تھے وہ سب ان کی نثر میں کسی نہ کسی طرح سموئے ہوئے ہیں۔ افتخار احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں۔

"جذبات سے معمور، خیال افروز نثر کے اس قسم کے نمونے اقبال کی نثر میں بہت کم ملیں گے۔ لیکن ان سے یہ ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ اگر وہ اس قسم کی نثر لکھنے پر آتے تو رومانی نثر نگاروں میں اہم مقام حاصل کر لیتے۔" (۵)

اقبال کی متنوع شخصیت مضامین بیانات دیباچے لکھنے کے علاوہ اب روداد لکھنے پر آمادہ تھی یعنی انہوں نے نثری ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور بہت خوب کی اقبال کی ادبی نثر کا ایک اور پہلو بھی قابل ذکر ہے یہ شوخی، زندہ دلی اور بذلہ سنجی کا پہلو ہے۔ اقبال عام طور پر متانت کے پہلو کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر بعض بے تکلف دوستوں کے ساتھ شوخی کا انداز اختیار کر لیتے تھے۔ جو اقبال کی نجی صحبتوں میں پر بہار کیفیتوں کا حامل ہوتا تھا۔

"گرامی سال خورد ہے یعنی سالوں اور برسوں کو کھا جاتا ہے پھر بوڑھا کیوں کر ہو سکتا ہے۔"(۶)

اقبال نے خطوط میں بے ساختہ طور پر رعایت لفظی کی صورتیں بھی استعمال کیں ہیں۔ استعارہ تلمیع تمثیل تشبیہ اور محاورے کا برمحل استعمال کرتے ہیں۔ اس سے اقبال کے خطوط میں ادبی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اقبال نے اُردو زبان میں فلسفہ، حکمت، سائنس کے رموز سے آگاہ کیا۔ مغربی علوم میں جو باتیں مسلمانوں کے لیے فائدہ مند تھیں وہ مشرق کے حوالے کیں۔ اُردو میں اس کام کے لے صرف زباندانی ہی کافی نہ تھی بلکہ ان علوم کا ادراک بھی ضروری تھا جنہیں اُردو اپنی آغوش میں لینا چاہتی تھی۔ یہ اچھا ہوا کہ یہ ادراک پنجاب کے ایسے سپوت کے حوالے تھا جو لسانی شعور رکھنے کے علاوہ عربی، فارسی، انگریزی، جرمن زبانوں سے بھی آگاہ تھا ۔جو اپنے ماحول کی فطری بولی پنجابی کے محاورے سے بھی حسب ضرورت کام لینے میں حجاب محسوس نہ کرتا تھا۔ اور جس کو اُردو زبان کے اسلوب پر بھی گہری فوقیت اور گرفت تھی افتخار احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں۔

> ”اقبال ایک صاحب طرز اسلوب نگار ہیں اور اس طرز بیان کا بنیادی وصف حکیمانہ رنگ ہے جسے اپنی خود اعتمادی اور بصیرت کے ساتھ اُردو میں کسی نے نہیں برتا تھا۔ اگرچہ یہ بات اقبال نے سیّد سلیمان ندوی کی نثر کے بارے میں کہی ہے کہ ”آپ کی نثر معانی سے معمور ہونے کے علاوہ نثری خوبیوں سے بھی مالا مال ہوتی ہے“ لیکن یہ بات خود ان کی نثر اور اسلوب نگارش پر زیادہ صادق آتی ہے۔ “ (۷)

اقبال کا اسلوب اور اس کی انفرادیت

اقبال نے اُردو نثر کے ہر پہلو کو متاثر کیا ہے انہوں نے جو کچھ لکھا، معیاری لکھا جو معیاری نہ تھا اس کو قلم زد کر دیا۔ نثر میں اقبال نے اگرچہ کم لکھا مگر جو بھی لکھا وہ ایک منفرد رنگ لیے ہوئے ہے۔ اقبال نے نثر میں معاشیات کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ یہ کتاب معاشیات جیسے خشک موضوع پر تھی۔ ان کے موضوعات نثر عموماً علمی ہوتے ہیں جن کے لیے زبان بھی علمی استعمال ہوتی ہے۔ اقتصادیات پر اقبال سے پہلے اُردو میں کسی اور نے قلم نہ اٹھایا تھا۔ اقبال نے اس میں سادہ اور صاف نثر لکھی اقبال کے سامنے کوئی مثال اُردو میں نہ تھی کہ جس سے وہ ”علم الاقتصاد“ لکھتے وقت استفادہ کر سکتے۔ مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ علمی زبان موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے لکھی جاتی ہے۔ اقبال کو لسانیات کا گہرا شعور تھا اس لیے وہ اُردو نثر لکھنے میں بھی کامیاب رہے۔ حالانکہ علم الاقتصاد اقبال کی ادبی زندگی کے بالکل آغاز میں لکھی گئی۔ موضوع خشک ہونے کی وجہ سے وہ اس میں ادبی جوہر نہ دکھا سکے تھے مگر انہوں نے معیشت کے سلسلے میں علمی و معاشی اصطلاحات وضع کیں لیکن اس سلسلے میں اقبال نے شبلی سے مدد چاہی۔ شبلی کی مدد سے اقبال نے اُردو میں کتاب لکھتے وقت ایسی اصطلاحات اپنے موضوع کے حوالے سے وضع کی ہیں کہ پہلے اُردو میں ان کی مثال نہ تھی۔ معاشی اصطلاحات اُردو میں منتقل ہونے سے اُردو زبان کی وسعت

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

میں اضافہ ہوا۔ علمی زبان وضع کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ کام ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جسے زبان پر عبور ہو اور اسے لسانیات کا علم بھی حاصل ہو۔ اقبال نے "علم الاقتصاد" کے علاوہ اُردو میں کئی مضامین لکھے جو علمی نوعیت کے تھے اقبال نے لسانیات، فلسفہ اور مذہب جیسے موضوعات پر مضامین لکھے۔ اقبال کے مضامین اُردو رسالہ "مخزن" میں چھپتے رہے۔ اقبال کے مضامین علمی نوعیت کے تھے۔ اس لیے ان کی زبان بھی موضوعات کی مناسبت سے علمی تھی۔ اقبال کو اپنے مضامین پر واقعی قدرت حاصل تھی اسی لیے وہ ایک باوقار علمی زبان وجود میں لائے۔ علمی زبان لکھتے وقت الفاظ کا چناؤ بہت سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ ان کی نثر میں الفاظ کا استعمال سوچ بچار کے بعد کیا گیا ہے۔ سیّد نذیر نیازی تحریر کرتے ہیں۔

> "علم الاقتصاد کا انداز بیان بڑا سلجھا ہوا صاف اور سلیس ہے۔ زبان پیر تا سراسر علمی، معاشیات میں اس وقت سے لے کر اب تک جو گراں قدر اضافے ہوئے انداز بحث اور نقطہ نظر جس طرح بدلا اور بدلتا جا رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے علم الاقتصاد کی موجودہ اہمیت اگرچہ کہنے کو صرف تاریخی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود محمد اقبال کی صحت فکر اور مضمون پر گرفت کے ساتھ ساتھ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ معاشیات کی حقیقی اہمیت اور بنیادی نوعیت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کی صحت آج بھی مسلم ہے تو اس کی قدروقیمت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔"(۸)

یہ کتاب اقبال کی حقیقت پسندی اور بالغ نظری کا زبردست ثبوت ہے۔ اقبال کو اُردو زبان سے بہت محبت تھی۔ اقبال اُردو میں لکھنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ اقبال پنجابی تھے اُردو ان کی مادری زبان نہ تھی مگر پھر بھی انہیں اس پر عبور حاصل تھا۔ تنقید برائے تنقید کرنے والے اصحاب اقبال کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے تھے۔ اہل زبان کو اپنے اہل زبان ہونے پر فخر تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اقبال اہل زبان نہیں وہ روزمرہ اور محاورہ کی پابندی نہیں کرتے اقبال نے اعتراضات کرنے والوں کے جواب میں ایک مضمون "اُردو زبان پنجاب میں" لکھا۔ یہ مضمون ایک طرف تنقید کرنے والوں کا جواب ہے اور دوسری طرف یہ اُردو زبان کے متعلق معلومات بہم پہنچاتا ہے اقبال نے اپنے تحقیقی مضمون میں اُردو زبان کے عالموں کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو پنجابیوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اقبال کے مطابق یہ زبان ابھی ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے اس میں پنجابی الفاظ کا اضافہ اس کی وسعت میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ یہ مضمون اُردو زبان اور گرائمر کے حوالے سے خاصا معلومات افزا ہے اقبال نے اس تحقیقی مضمون میں اُردو

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کے روز مرہ اور محاورات پر مختلف اساتذہ کے کلام سے حوالے دے کر اپنی بات کو ثابت کیا ہے۔ اقبال نے تنقید نگار پر ثابت کیا ہے کہ پنجابی اہل زبان نہ ہونے کے باوجود اُردو سے بخوبی واقف ہیں۔ اقبال اپنے اسلوب نثر میں جزئیات پر زور دیتے ہیں۔ اقبال کا اسلوب نثر علمی ہے۔ ان کے اعجاز سے علمی نثر کے کئی نمونے وجود میں آئے۔ اقبال کی اُردو نثر سنجیدہ ہے۔ اس کی بڑی وجہ اس کے موضوات ہیں۔ جن پر اقبال نے قلم اٹھایا علمی موضوعات پر زبان دانی کے جوہر دکھانا مشکل امر ہے۔ ایسی نثر میں کہ جس کے موضوعات علمی نوعیت کے ہوں شگفتگی پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے اسے موضوعات میں الفاظ عموماً ثقیل ہی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور الفاظ کی معنویت پر نظر رکھی جاتی ہے۔ اقبال نے نثر میں سادہ اور عام فہم الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اقبال کی الفاظ پر گرفت مضبوط تھی اور علمی اصطلاحات وضع کرتے ہوئے وہ الفاظ کے ہنر کو استعمال کرتے تھے۔ اقبال کے پاس ذخیرہ الفاظ تراکیب اور تشبیہات و استعارات کی کمی نہ تھی۔ مگر چونکہ موضوعات انہیں اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے۔ سنجیدگی سے ملی ہوئی شگفتگی اور شادابی علامہ اقبال کے اسلوب نثر کی نمایاں ترین خصوصیت ہے۔ علمی اور فلسفیانہ موضوعات تک کی ترجمانی میں ان کے ہاں اس کے اثرات ملتے ہیں۔ حالانکہ ایسے موضوعات پر لکھتے ہوئے شادابی پیدا کرنا آسان نہیں ڈاکٹر عبادت بریلوی تحریر کرتے ہیں:

> ”اقبال نے اپنی نثر میں یہ سنگم بنایا اور اس طرح علمی نثر لکھنے کا نیا تجربہ کیا۔ اس کی ایک وجہ تو ان کی شخصیت کی شادابی اور شاعرانہ مزاجی ہے اور دوسرے اس ماحول کا اثر ہے۔ جو اس زمانے کی نثر نگاری میں ”مخزن“ کی تحریک کے زیر اثر قائم ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے اس ماحول کی محرک رومانویت کی تحریک ہے۔“ (۹)

”جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ“ علامہ اقبال ایک مختصر سا تنقیدی مضمون ہے۔ لیکن اس مختصر سے مضمون میں ’اقبال کے ایک ایک لفظ سے شادابی ٹپکتی ہے اور ساتھ ہی زندگی کا احساس ہوتا ہے۔ آپ نے عربی شاعر عنترہ کے ایک شعر کو پسند فرمایا۔ اس کا ذکر کر کے علامہ اقبال لکھتے ہیں:

> ”اللہ اکبر! توحید کا وہ فرزند اعظمؐ جس کے چہرہ مبارک پر ایک نظر ڈال لینا نظارگیوں کے لیے دنیوی برکت اور اخروی برکت کی دوگونہ سرمایہ اندازی کا ذریعہ تھا۔ خود ایک بت پرست سے ملنے کا شوق ظاہر کرتا ہے اس عرب نے اس شعر میں نے ایسی کون سی بات کہی ہے۔“ (۱۰)

یہ مضمون اقبال کے اسلوب نثر کی بہترین مثال ہے اس میں حیرت واستعجاب کی وہ آواز ہے جو دلوں میں ولولوں کو جگاتی اور حوصلوں کو بیدار کرتی ہے۔ پھر شاعر نے زندگی کے تصور کو جس طرح حوصلے اور ولولے سے آشنا کیا ہے۔ اس کی تصویر کشی بھی الفاظ کے نہایت جان دار رنگوں میں ملتی ہے۔ اس مضمون میں اقبال نے انسان کو غفلت اور تساہل کو جس طرح اونگھنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور بے عملی کو جس طرح چنیا بیگم کا عاشق کہہ کر وضاحت کی گئی ہے اس نے مجموعی طور پر اس عبارت کو پرکار بنادیا ہے۔

اقبال کا تصوف پر مشتمل مضمون "اسرار خودی اور تصوف" میں بھی اقبال نے تخلیقی اسلوب کے شاہکار جوہر دکھائے ہیں۔ اس میں تنقیدی جملے خاصے شاداب ہیں۔ ان میں خود وہ ادبیت ہے جو تنقید کو تخلیق بناتی ہے۔ اقبال نے اس میں شاعر کو جادوگر اور شاعری کو ساحری سے تعبیر کیا ہے۔ عبارت کی یہ پرکاری دلوں کو متاثر کرتی ہے 'پیام مشرق' کا دیباچہ بھی پرکار اور شاداب ہے۔ اگرچہ اس کا موضوع ادبی تنقید ہے لیکن اس میں خشکی نشتریت اور کاٹ کی وہ خصوصیات ہیں جو عام طور پر بیشتر تنقیدی تحریروں میں پائی جاتی ہیں۔ اس دیباچے میں علامہ اقبال کی شاعرانہ مزاجی نے اسلوب نثر کے لحاظ سے ایک نہایت ہی لطیف ساماحول پیدکر دیا ہے۔ اور ایک رنگین سی فضا قائم کر دی ہے دیباچے میں گوئٹے کا ذکر کرتے ہوئے اقبال تحریر کرتے ہیں۔

> "بعض بعض جگہ اس کی نثر خواجہ کے اشعار کا آزاد ترجمہ معلوم ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کی قوت تخیل کسی خاص مصرع کے اثر سے ایک نئی شاہراہ پر پڑ کر زندگی کے نہایت دقیق اور گہرے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔" (۱۱)

اقبال نے جس نثر کا آغاز علم الاقتصاد سے کیا تھا اب اس میں پختگی آتی جارہی تھی۔ یہ ایک علمی اور فنی موضوع تھا شگفتہ اور رواں اسلوب نثر سے اقبال نے کام لیا۔ اس کے بعد اقبال کے تمام مضامین علمی نوعیت کے تھے جو وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتے گئے اوراس میں پختگی اور استواری زیادہ پیدا ہوتی گئی۔ 'مخزن' میں لکھے گئے مضمون 'بچوں کی تعلیم وتربیت' میں بچوں کی نفسیات اور ان کی زندگی کے عام مسائل کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں خاصی مجلا اور مصفّا نثر ہے یہ مرصع نثر تو نہیں ہے لیکن اس میں سادہ پرکاری کی جھلکیاں ضرور نمایاں ہیں۔ اقبال نے اس مضمون میں محدود طریقے سے ہی سہی تخیل سے کام ضرور لیا ہے۔ اس مضمون میں جو تشبیہات واستعارات انہوں نے استعمال کیں ہیں اور جو تصویریں انہوں نے تراشی ہیں ان سب نے مل کر ان کے اسلوب نثر میں ایک سادہ پرکاری کی خصوصیت پیدا کر دی ہے۔ اقبال نے اس مضمون میں فلسفہ نفسیات اور تعلیم

کے مسائل کو ڈرامائی انداز میں بیان کیا ہے۔ جو ان کے موضوع اور انداز دونوں میں ایک جذب و کشش کی خصوصیت پیدا کر دیتی ہے۔ اقبال نے اپنے علمی اسلوب نثر میں سنجیدگی کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ وہ اپنے اظہار و ابلاغ میں جمالیاتی اقدار پیدا کر کے معنویت پیدا کرتے ہیں۔ تشبیہات و استعارات سے کام لے کر کہیں لطائف و واقعات کو پیش کر کے اور کہیں تفصیلات و جزئیات کو جمالیاتی قدروں سے نمایاں کرتے ہیں۔ "اُردو زبان پنجاب میں" میں اقبال تشبیہات و استعارات کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "زبان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی دشوار گزار وادی ہے کہ یہاں قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔ قسم بخدائے لایزال میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ بسا اوقات میرے قلب کی کیفیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ میں باوجود اپنی علمی کم مائیگی کے شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں ورنہ مجھے زبان دانی کا دعوی ہے نہ شاعری کا۔"(۱۲)

اقبال کے اسلوب نثر میں بعض جگہ تصویر کشی کے بھی بہت اچھے نمونے ملتے ہیں۔ اقبال جب اپنے مضامین نثر میں مثالیں دیتے اور واقعات بیان کرتے ہیں۔ اقبال کا تخیل ان بے جان لفظوں میں جان ڈال دیتا ہے۔ نثر میں تصویر کشی دراصل وہی لمحات ہیں جس کو شاعری میں دیکھا یا جاتا ہے۔ اقبال کے علمی اسلوب نثر میں یہ خصوصیت ان کے شاعرانہ مزاج ہی نے پیدا کی ہے۔ قومی زندگی میں اقبال نے شگفتہ مزاجی سے عجیب گل کھلائے ہیں جب کہ ایک سنجیدہ موضوع پر بات کرتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرنا کوئی آسان کام نہیں ہے قومی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے وہ نام و نمود کی خواہش اور اس کے مذموم اثرات کو ایک دلچسپ لطیفہ سنا کر واضح کرتے ہیں کہ:

> "جس نام نمود کی قیمت ایک مولی بھی نہیں پڑتی اس کے حصول سے فائدہ ہی کیا دیوان صاحب نہایت خفیف ہوئے اور آئندہ کے لیے اپنی حرکات سے توبہ کی" (۱۳)

حوالہ جات

۱۔ افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر، فروغ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی ۱۹۹۷ء)، ص ۵۰۲

۲۔ افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر، فروغ اقبال، ص ۵۰۷

۳۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۱۲ء)، ص ۱۷۴

۴۔ عبد الواحد معینی، مقالات اقبال، (لاہور: افضل انٹر پرائزز ۲۰۱۱ء)، ص ۷۵

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۵۔ افتخار احمد صدیقی، فروغ اقبال، ص۵۱۴

۶۔ مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال(اول)(دہلی: اُردو اکادمی ۱۹۹۲ء)، ص۱۵۱

۷۔ افتخار احمد صدیقی، فروغ اقبال، ص۵۱۷

۸۔ نذیر نیازی، سیّد، دانائے راز،(لاہور: اقبال اکادمی ۲۰۱۲ء)، ص۱۱۶

۹۔ عبارت بریلوی، اقبال کی اُردو نثر،(لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۷ء)، ص۲۳۱

۱۰۔ عبدالواحد معینی، مقالات اقبال، ص۱۸۹

۱۱۔ عبدالواحد معینی، مقالات اقبال، ص۲۰۳

۱۲۔ عبدالواحد معینی، مقالات اقبال، ص۴۸

۱۳۔ عبدالواحد معینی، مقالات اقبال(قومی زندگی)، ص۹۲